اسلامی کتب خانے قرون وسطیٰ میں

محمد فاضل

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علم کی اشاعت کے لئے کتب خانوں کا وجود ناگزیر ہے بالخصوص قرون وسطیٰ میں جب طباعت کی سہولتیں مفقود تھیں۔ ان حالات میں طالب علم اور تنگدست عالم کے لئے کتابوں تک رسائی کتب خانوں کے بغیر آسان نہ تھی۔ لیکن اسلام کے دامن سے وابستہ حکمرانوں، اُمراء اور صاحب ثروت علم پرور انسانوں نے جہاں اپنے ذاتی کتب خانے قائم کئے وہاں خالصتاً للہ۔ انسانی ہمدردی اور انتہائی علم دوستی کی بنیاد پر عام کتب خانوں کی بنیاد بھی ڈالی۔ ان سب کتب خانوں کا ذکر تو مشکل ہے تاہم چند اہم اور مشہور کتب خانوں کا ذکر ان کے بانیوں کے سن پیدائش و وفات کے ساتھ درج ذیل ہے۔

کتب خانہ خالد بن یزید م ۸۵ھ

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے تاریخ اسلام میں پہلا مسلمان حکمران ہے جس نے سب سے پہلے عام کتب خانے کی بنیاد رکھی کیونکہ اس نے اپنی زندگی یونانی علوم بالخصوص کیمیا اور طب کی تحصیل کے لئے وقف کر دی تھی۔ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس نے اس قسم کی کتابیں ترجمہ کرائیں اور جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے آغاز عہد میں ایک وبا پھیلی تو حکم دیا کہ تمام کتابیں کتاب خانہ

(خزانہ) سے باہر نکال لی جائیں تاکہ عام لوگوں کی ان تک رسائی ہو سکے"[1]

کتب خانہ یحییٰ بن خالد برمکی ۱۲۰-۱۹۰ھ ۷۳۸-۸۰۵ء

ہارون الرشید عباسی کا نامور وزیر نہایت ذہین و فطین انسان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی موت کی خبر سن کر ہارون پکار اٹھا مات اعقل الناس واکملھم[2] لیکن جہاں وہ امور سلطنت میں مدبر کی حیثیت رکھتا وہاں وہ علم و ادب کا دلدادہ اور علم کا رسیا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا جو ابوعثمان بن عمر یحییٰ الخطاط کے مطابق "جس قدر کتابیں یحییٰ کے کتب خانہ میں تھیں کسی بادشاہ کے یہاں بھی اس قدر کتابیں نہ ہوں گی ہر کتاب کے تین تین نسخے تھے جب کوئی کتاب فروخت ہوتی تو دلال اور کتب فروش سب سے پہلے یحییٰ برمکی کے پاس لاتے تھے کیونکہ بجائے ایک درہم کے یحییٰ ایک ہزار درہم ادا کرتا تھا۔ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے کتب خانہ میں جو نایاب ذخیرہ تھا وہ یحییٰ برمکی کے کتب خانہ کا تھا کیونکہ قتل جعفر کے بعد یہ کتب خانہ بھی ضبط ہو گیا تھا اس کتب خانہ میں فارسی کتابیں سب سے زیادہ تھیں"[3]۔

بیت الحکمت

خلیفہ ہارون الرشید عباسی (۱۴۹-۱۹۳ھ - ۷۶۶-۸۰۹ء) عباسیہ خاندان کا پانچواں خلیفہ تھا، ہارون ادب، تاریخ اور حدیث و فقہ کا عالم تھا نہایت فصیح اللسان سخی اور علم پرور بادشاہ تھا۔ تاریخ اسلام کے اس شاندار کتب خانہ کی بنیاد ہارون ہی نے ڈالی لیکن اسے عروج پر پہنچانے کا سہرا مامون الرشید کے سر ہے۔ اس کتب خانہ میں دس لاکھ کتابوں کا ذخیرہ تھا۔ کتابیں عربی، ایرانی، سریانی، قبطی اور سنسکرت زبان پر مشتمل تھیں۔

یہ مسلمانوں کا سرمایہ افتخار تھا کہ جو ملک فتح ہوتا تھا وہاں کا کتب خانہ جلایا نہیں جاتا تھا بلکہ وہ پایۂ تخت منگوالیا جاتا تھا اور ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا جاتا تھا"؟ اور ترجمہ کا معاوضہ الزرکلی کے الفاظ میں" وکان المامون یعطیه من الذهب زنه ماینتقله الی العربیه من الکتب" یعنی مامون عربی میں منتقل شدہ کتابوں کے وزن کے برابر سونا دیا کرتا تھا۔ مزید براں تاریخ اسلام میں اس لاثانی مثال کا بھی مامون نے اضافہ کیا کہ ایک زیر اثر غیر مسلم حکمران کو مجبور کیا کہ وہ اپنے ذخیرہ کتب کے ترجمہ کی اجازت دے۔ ابن الندیم لکھتا ہے شاہ روم کے ہاں مامون کو اچھا خاصا اثر و رسوخ حاصل تھا۔ اس نے لکھا کہ وہ اجازت دے کہ اس کے پاس روم میں علوم قدیم کے محفوظ ذخائر ہیں ان میں کچھ حصہ منتخب کر کے اس کو بھیج دیا جائے۔ پہلے تو وہ آمادہ نہ ہوا لیکن بعد میں مان گیا اور مامون نے اس کام کے لئے ایک جماعت کو روانہ کیا جس میں حجاج بن مطر ابن بطریق اور بیت الحکمت کے ناظم سلما وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں نے جو لائق اعتنا سمجھا منتخب کر لیا"[6]

دراصل یہ کتب خانہ ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھتا تھا جس میں محققین، مفکرین اور علما جمع رہتے تھے یہ عظیم الشان کتب خانہ اہل علم و فضل کی علمی پیاس بجھاتا رہا لیکن ۶۰۶ ہجری میں وحشی تاتاریوں کے ہاتھوں تباہ ہوا۔

کتب خانۂ اسحاق موصلی ۱۵۵-۲۳۵ھ بمطابق ۷۷۲-۸۵۰ء

اسحاق بن ابراہیم بن مامون التیمی الموصلی ابو محمدؒ خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے ندیموں میں سے تھے۔ وہ نہ صرف موسیقی کے مسلم الثبوت اُستاد تھے بلکہ لغت، تاریخ، علوم الدین اور علم الکلام کے بھی ماہر تھے۔ چنانچہ اس نے ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا ابو العباس ثعلب نے کہا "اسحاق موصلی کے کتب خانے میں ایک ہزار فن لغت کی کتابیں دیکھیں جو سب کی سب اسحاق

کی سماعت میں آچکی تھیں۔ اس کتب خانہ کے متعلق عبدالرزاق لکھتے ہیں "اسحاق کا ذاتی کتب خانہ لاجواب تھا۔ دیگر علوم کے علاوہ موسیقی پر جس قدر کتابیں تصنیف و ترجمہ ہوئیں وہ سب موجود تھیں خصوصاً کتب لغت اس کثرت سے تھیں کہ ابن الاعرابی کے یہاں بھی نہ تھیں۔ شعراء اور علما اپنی ہر تصنیف کا ایک ایک نسخہ اسحاق کے پاس نذر بھیجتے تھے اور یہ گراں بہا صلہ دیتا تھا۔"

کتب خانۂ حنین بن اسحاق ۱۹۴ - ۲۶۰ھ

حنین نہ صرف طب کا ماہر تھا بلکہ وہ یونانی شامی، فارسی اور عربی زبان پر پوری دسترس رکھتا تھا۔ اس نے طب کے موضوع پر ہر چہار زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کو جمع کیا بلکہ کتابوں کو تلاش کرنے کا شوق اُسے کئی ممالک میں لے گیا اور وہ وہاں سے بہت سی کتابیں جمع کرکے لایا کرتا تھا نتیجتاً کتب خانہ ذخیرہ کے لحاظ سے دنیائے اسلام کے بہترین کتب خانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

کتب خانۂ الفتح بن خاقان ۲۴۷ھ

ابو محمدؒ الفتح بن خاقان بن احمد بن غرطوج ادیب، شاعر فصیح اللسان اور ذہین اللسان تھے۔ فارسی الاصل تھے ان کا تعلق اہل فارس کے قدیم بادشاہوں سے تھا۔ علم و ادب کی محبت نے انہیں ایک شاندار کتب خانہ قائم کرنے پر مجبور کیا۔ جو بقول ابن الندیم "ان کا ایک کتب خانہ تھا جو اس کے لئے علی بن یحییٰ المنجم نے جمع کیا تھا اس سے بڑا اور عمدہ کتب خانہ دیکھنے میں نہیں آیا.... فتح خاں متوکل کا ہم نشین تھا اور اس کی مجالس میں حاضری دیتا جب متوکل کسی ضرورت سے اٹھتا یہ اپنی کتاب آستین یا بغل سے کتاب نکال لیتا اور اس کی واپسی تک وہیں بیٹھ کر اسے پڑھتا رہتا یہاں تک کہ بیت الخلا میں بھی پڑھنے کا سلسلہ جاری رہتا"

کتب خانۂ علی بن یحییٰ منجم ۲۷۶ - ۳۵۲ ھ

ابوالحسن علی بن ہارون بن علی بن یحییٰ آل النجم میں سے تھے۔ کثیر التصانیف ہیں۔ جن میں شہر رمضان، الرد علی الخلیل، النوروز والمہرجان اور الفرق بین ابراہیم ابن المہدی واسحاق الموصلی فی الغناء مشہور ہیں۔ منجم نے بغداد میں خزانۃ الحکمت کے نام سے ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا۔ ڈاکٹر احمد شبلی رسائل البلغا کے حوالہ سے لکھتے ہیں ایک کتاب کے تجسس میں مامون رشید نے خزانۃ الحکمت کی فہرست طلب کی لیکن اس میں اس کتاب کا نام درج نہ پایا تو خلیفہ کو حیرت ہوئی کہ ایسی کتاب فہرست میں درج ہونے سے کیسے رہ گئی" یہ واقعہ اس بات کی واضح نشاندہی کرتا ہے کہ خزانۃ الحکمت قابل قدر کتابوں پر مشتمل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور منجم ابومعشر خراسانی جب مقامات مقدسہ کی زیارت کے ارادہ سے جب وہاں سے گزرا تو کتب خانہ کو دیکھتے ہی وہاں کا ہو کر رہ گیا اور وہ علم نجوم میں مہارت تامہ حاصل کر کے تقریباً چالیس کتابوں کا مصنف بنا۔"

کتب خانۂ سیف الدولہ ۳۰۳ - ۳۵۶ ھ

ابوالحسن علی بن عبداللہ بن حمدان التغلبی الربعی جو بنو حمدان کے فرمانرواؤں میں سیف الدولہ کے نام سے مشہور ہیں کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے اور بعد کے کسی بادشاہ کے دربار میں اتنے علماء اور نجوم الدہر جمع نہیں ہوئے جتنے اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے وہ بہت سخی اور علم و ادب کا دلدادہ تھا۔ اس کے متعلق اخبار و اشعار کثرت سے ہیں مشہور شاعر المتنبی اسی دربار سے وابستہ تھا۔ چنانچہ اس علم پرور بادشاہ نے حلب کے مقام پر ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا۔ الحاج محمد زبیر اس کتب خانے کے بارے میں علامہ

شبلی نعمانی کے الفاظ یوں نقل کرتے ہیں "فن ادب کا ذخیرہ جس قدر اس کتب خانہ میں مہیا ہوا اور کہیں نہ ہوگا۔"[۱۲]

کتب خانہ جامع الازہر (معزلدین اللہ) ۳۱۹ - ۳۶۵ھ

سعد بن اسماعیل ابن القائم بن المہدی عبیداللہ الفاطمی جن کا لقب معزلدین اللہ تھا نے ۳۶۰ ہجری میں جہاں قاہرہ کے شہر کی بنیاد ڈالی وہاں دنیائے اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ ازہر کو بھی وجود بخشا اور اس کے ساتھ ایک کتب خانہ قائم کیا۔ جس کی معزلدین اللہ کے زمانہ میں اتنی ترقی ہوئی کہ کتب خانہ میں جملہ علوم و فنون کی تقریباً دو لاکھ کتابیں جمع ہوگئیں تھیں۔ علامہ محمد اسلم جیراج پوری نے لکھا "اس میں علمی کتابوں کا ایک ذخیرہ جمع کیا گیا۔"[۱۳] لیکن جس طرح دارالحکمت تاتاریوں کی یلغار میں تباہ ہوا اسی طرح یہ عظیم الشان کتب خانہ کردوں کے ہاتھوں تباہ ہوا" ان وحشیوں نے کتابوں کی جلدوں کے چمڑے سے اپنے جوتے بنوائے اور کتابوں کے اوراق جلادیئے۔ ہزاروں کتابیں دریائے نیل میں پھینک دیں سینکڑوں کھلے میدانوں میں کسمپرسی کے عالم میں پڑی رہیں"۔[۱۴]

سلطان صلاح الدین ایوبی نے فتح مصر کے بعد اس کتب خانے میں سے ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں اپنے وزیر الفاضل کو دیں جو کتب خانہ فاضلیہ کی زینت بنیں

کتب خانہ جعفر بن محمد بن حمدان موصلی - ۳۲۳ھ

یہ کتب خانہ اپنے شاندار ذخیرہ اور قیام و طعام کے اعلیٰ بندوبست اور طلباء کی مالی اعانت کے لحاظ سے بھی خاصی شہرت کا حامل تھا۔ نیز جعفر خود عالم اور صاحب تصنیف تھا اور استاد

ہونے کے باعث اپنی تصانیف پڑھ کر سنایا کرتا تھا"[۱۵]

کتب خانہ عضد الدولہ ۳۲۴ - ۳۷۲ ھ

فناخسرو ابن الحسن الملقب رکن الدولہ ابن بویہ الدیلمی جو عضد الدولہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ تاریخ اسلام کا پہلا شخص ہے جس نے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا زمخشری نے ان ہی کے متعلق کہا ہے "وجہ فیہ الف عین وثم الف لسان وصدر فیہ الف قلب" یہ صاحب وجاہت بادشاہ ہونے کے باوجود عربی زبان کا ادیب، عالم اور شاعر تھا۔ اس علم دوست بادشاہ نے سرزمین شیراز میں ایک بے نظیر کتب خانہ قائم کیا جس میں ان تمام کتب کو جمع کیا جو دنیائے اسلام میں اس وقت تک تصنیف ہو چکی تھیں انتظام کے بارے میں علامہ بشاری نے لکھا ایک نہایت لمبا مکان ہے اور اس میں ہر طرف متعدد کمرے ہیں۔ جن میں بہت سی الماریاں دیوار سے لگی کھڑی ہیں یہ الماریاں تین تین گز چوڑی اور قد آدم لمبی ہیں لکڑی عموماً منقش اور مذہب۔ ہر فن کے لئے جدا کمرہ ہے اور اس کی جداگانہ فہرست ہے۔ کتب خانہ کے اہتمام اور نگرانی کے لئے وکیل اور خزانچی اور محاسب مقرر ہیں اور بجز مقرر آدمیوں کے کسی شخص کا وہاں گزر نہیں ہو سکتا۔"[۱۶]

حیدری کتب خانہ نجف ۳۲۴ - ۳۷۲ ھ

سیدنا علی المرتضیٰؓ کے مزار اقدس سے متصل ہونے کی وجہ سے حیدری کتب خانہ کہلاتا ہے۔ تاریخ قیام معلوم نہیں تاہم بویہ خاندان کا مقتدر حکمران عضد الدولہ اس کتب خانہ کا زبردست سرپرست تھا جس کا زمانہ ۳۲۴ - ۳۷۲ ہے یہ کتب خانہ آج بھی عربی

فارسی کے نادر نسخوں سے مزین ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر احمد شبلی رقمطراز ہیں کہ المسائل الشیرازیہ مصنفہ ابو علی القاری کا ایک نسخہ ہے جس کی خود مصنف نے تصیح کی تھی۔ معجم الادبا کی پہلی جلد ہے جسے خود مصنف نے لکھا ابوالعیان الاندلسی کی تصنیف التقریب بھی ہے جو مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ نہج البلاغۃ کا نسخہ بھی ہے جو حضرت علی سے منسوب کیا جاتا ہے ایک نسخہ المعتبر من الحکمۃ مصنفہ صبۃ الدین بن علی محررہ ۵۲۵ھ رکھا ہوا ہے علاوہ ازیں کثیر تعداد اور بھی شیعی تصانیف ہیں جن میں خاص طور پر امامت اور وصایت پر زور دیا گیا ہے۔"[1]

کتب خانہ صاحب بن عباد ۳۲۶-۳۸۵ھ

ابوالقاسم اسماعیل بن عباد بن عباس الطالقانی جو صاحب بن عباد کے لقب سے مشہور ہیں خاندان بویہ کے حکمران مؤیدالدولہ اور فخرالدولہ کے وزیر تھے۔ علم و فضل اور تدابیر سلطانیہ میں یگانہ روزگار تھے۔ کئی کتب کے مصنف ہیں اور علم دوست انسان تھے اور علم کی اشاعت کے لئے ایک عام کتب خانہ شیراز میں قائم کیا۔ صرف علوم اسلامیہ پر چار سو اونٹوں کے بوجھ کی کتب تھیں اور یہ کتب انہیں اس قدر عزیز تھیں کہ جب ساسانی خاندان کے فرمانروا نوح بن منصور نے صاحب کو وزارت عظمیٰ کی پیش کش کی تو چند وجوہات کی بناء پر معذرت کر لی منجملہ دیگر عذروں کے ایک عذر یہ بھی تھا کہ میری کتابیں جو چار سو اونٹوں کا بوجھ ہیں لے جانا اور میرا خیال ہے کہ ان کو اٹھا کر لے جانا مشکل ہے۔ بیل نے صاحب ابن عباد کا تذکرہ یوں کیا۔

اس کی وفات نو سو پچانوے عیسوی بمطابق تین سو پچاس ہجری میں ہوئی

کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک لاکھ بارہ ہزار کتب پر مشتمل ایک لائبریری چھوڑی اور وہ اپنے عہد کا انتہائی ذہین اور فراخدل انسان تھا۔[۱۸]

دار العلم عزیز بدین اللہ ۳۴۴ - ۳۸۶ ھ

اس عظیم الشان کتب خانہ کا بانی فاطمی خلیفہ عزیز بدین اللہ تھا لیکن عروج پر پہنچانے والا خلیفہ حاکم بامر اللہ تھا۔ حاکم باوجود شائبہ جنون کے علمی ذوق بھی رکھتا ہے چنانچہ اس نے بغداد کے بیت الحکمت کے مقابلہ پر اپنے قصر کے متصل دار الحکمۃ کے نام سے ایک عمارت بنوائی تھی جس میں ہر علم و فن کی کتابیں جمع کیں تھیں تاکہ لوگ آکر مطالعہ کریں اور جس کتاب کی چاہیں نقل لیں ناقلین کو جملہ سامان کتابت خود دار الحکمۃ سے دیا جاتا تھا[۱۹] اس کتب خانہ کا ذخیرہ ایک لاکھ کتابیں بتائی جاتی ہیں بلکہ جرجی زیدان نے تو یہاں تک لکھا کہ اس میں تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کتب خانہ کا ذخیرہ سولہ لاکھ کتابوں پر مشتمل تھا"۔ اس کتب خانہ میں جمعہ کے روز فقہا اور علما مناظرہ کرتے تھے جس میں بادشاہ خود شامل ہوتا تھا۔ آم کے آم گٹھلیوں کے دام کے مصداق جہاں وہ کتب سے اپنے علم میں اضافہ کرتے وہاں انہیں معاشی تفکرات سے وظائف دے کر آزاد کر دیا گیا تھا۔ اس کتب خانہ سے اہل علم حضرات بھرپور استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ جب روافض نے اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہا تو الملک۔ الافضل نے اسے بند کر دیا۔ پھر خلیفہ کے حکم سے ۵۱۷ میں یہ دوبارہ کھلا۔ لیکن چھٹی صدی کے عوامل میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسے بالکل ختم کر دیا کتابوں میں سے کچھ کتابیں اسحاق موصلی اور کچھ کتابیں القاضی الفاضل کو دے دیں۔ جن سے کتب خانہ اسحاق موصلی اور کتب خانہ مدرسہ فاضلیہ مزین ہوا۔

کتب خانہ خزائن القصور عزیز بالمن اللہ ۳۴۴ - ۳۸۶ ھ

کتب خانہ دار العلم کے علاوہ فاطمی خلیفہ عزیز بدین اللہ نے خزائن القصور کی بھی بنیاد

رکھی۔ اس کتب خانہ میں نفیس ترین قرآن مجید کے نسخے اور نادر کتابیں تھیں جن کی تعداد اکثر مورخین نے بیس لاکھ بتائی ہے۔ ڈاکٹر احمد شبلی نے الروضتین کے حوالہ سے المقریزی کا قول نقل کیا ہے کہ کتابوں کی تعداد سولہ لاکھ تھی اور لکھا کہ اس کثیر تعداد میں جن مضامین پر کتابیں تھیں وہ یہ ہیں۔ فقہ، صرف نحو، زبان، حدیث، تاریخ، ہیئت اور کیمیا۔ ابوشامہ اور المقریزی متفق ہیں کہ یہ کتب خانہ عجائبات عالم میں سے تھا اور یہ قرون وسطیٰ کے اسلامی کتب خانوں میں بے نظیر۔ جزری نے ذخیرہ کی تعداد کتب ایک لاکھ سے زائد بتائی ہے۔[۲۲]

کتب خانہ نوح بن منصور ۳۵۳ - ۳۸۷ھ

ابوالقاسم نوح بن منصور بن نصر السامانی جو الرضی کے نام سے مشہور ہے ماوراء النہر کے امیر تھے۔ انہوں نے بخارا میں ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا۔ علامہ ابن خلکان کے نزدیک یہ عدیم المثال کتب خانہ تھا جس میں ایسی کتب بھی تھیں جو اور کہیں دستیاب نہ تھیں۔ ہر فن کا علیحدہ کمرہ تھا اور کتابیں صندوقوں میں ایک دوسرے کے اوپر رکھی گئیں تھیں۔ شیخ بوعلی سینا کہتا ہے "میں نے وہاں وہ کتابیں دیکھیں جنہیں آج تک کسی نے ہاتھ نہ لگایا تھا۔ میں ان کتب سے خوب بہرہ مند ہوا"[۲۳] بعد ازاں بوعلی سینا ہی اسی کتب خانہ کا مہتمم بنا یہی وجہ ہے کہ جب یہ کتب خانہ جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا تو لوگوں نے کتب خانہ کا جلنا بوعلی سینا کی طرف منسوب کیا لیکن یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

کتب خانہ دار العلم الشریف الرضی ۳۵۹ - ۴۰۶ھ

ابوالحسن محمد بن حسین بن موسیٰ الرضی بغدادی شاعر اور صاحب دیوان ہیں اور دیگر

کتابوں میں سے الحسن من شعر الحسین المجازات النبویہ اور مجاز القرآن شہرت کی حامل ہیں۔ انہوں نے اپنے دار العلم کے ساتھ نہایت عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا جو اپنی ترتیب کی خوش اسلوبی کے باعث مشہور تھا۔

کتب خانہ ابن العمید ۳۶۰ھ

ابو الفضل محمد بن الحسین العمید بن محمد بویہ خاندان کے حکمران رکن الدولہ کے وزیر تھے وہ نہ صرف امور سلطنت میں حسن تدبیر کے مالک تھے بلکہ علم نجوم اور نحوم میں متوسط عالم تھے اور ادب کے لحاظ سے جاحظ ثانی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے کتب خانہ واقع شیراز میں علم و ادب اور حکمت پر بیشمار کتابیں جمع کیں۔ کتابوں سے لگاؤ اور محبت کا واقعہ پہلے سپرد قلم کر چکا ہوں۔

کتب خانہ سلطان محمود غزنوی ۳۶۱-۴۲۱ھ

سلطان محمود غزنوی کی علم دوستی کا یہ حال تھا کہ اس وقت کے اہل علم و فضل جو یکتا روزگار تھے اس کے دربار کی زینت بن چکے تھے۔ البیرونی، فارابی، بیہقی طوسی عنصری اور فردوسی جیسے علما محمود غزنوی کے ہاں جمع ہو گئے، کتب خانہ کے بارے میں مشہور مورخ الیشوری پرشاد لکھتا ہے "محمود نے غزنی میں ایک یونیورسٹی قائم کی ایک کتب خانہ فراہم کیا اور ایک عجائب خانہ کھولا۔ جس میں جنگ کے ہدایا و تحائف جمع کئے اور یہ اس کی دریا دلی کا نتیجہ تھا کہ غزنی میں ایسی خوبصورت عمارتیں بنائی گئیں جن کی وجہ سے یہ شہر مشرق کے بہترین شہروں میں شمار ہونے لگا۔"[۲۴]

کتب خانۂ الحکم ثانی اندلسی متوفی ۳۷۰ھ

یوں تو المقری نے ابن رشد کا یہ قول نقل کیا کہ قرطبہ اللہ کی زمینوں میں سے سب سے زیادہ کتابیں رکھنے والا ہے" لیکن خلیفہ الحکم ثانی کا کتب خانہ اپنے ذخیرہ کی تعداد، نوعیت اور نظم و نسق کے لحاظ سے فقید المثال تھا۔ دراصل بادشاہ خود عالم فاضل تھا اور علم کی اشاعت میں گہری دلچسپی لیتا تھا تمام ممالک میں کتب حاصل کرنے کے مراکز قائم کرائے اس طرح اپنے کتب خانہ میں چار لاکھ کتابیں جمع کیں[25] اس کتب خانہ کے لئے ماہرین جلد ساز اور کتابوں کے فن کے ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں تھیں۔

کتب خانۂ محمد بن الحسین بغدادی م ۳۷۲ھ

ابو علی محمد بن حسین بن عبداللہ بن یوسف بن شبل بغدادی نے علم وادب، فلسفہ اور ادب پڑھا اور عمدہ اور دل خوش کن شعر کہے ہیں۔ انہوں نے ذاتی مطالعہ کے لئے بغداد میں ایک کتب خانہ قائم کیا تھا۔ کتب کی حفاظت کی خاطر کسی کو استفادہ کی اجازت نہ دیتے تھے ابن الندیم کہتے ہیں" میں نے بڑی مشکلوں سے محمد بن الحسین تک رسائی حاصل کی اور جب اس کو میری طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا تو ایک دن اس نے ایک بڑا تھیلا نکالا جس میں قدیم رسائل و قصائد اور پرانی دستاویزات اور تحریریں تھیں..... اس کتب خانہ کی بدولت مجھ کو علم ہوا کہ نحو ابوالاسود دولی کی ایجاد ہے۔"[26]

خزانۃ سابور ۳۸۱ھ

ابو نصر سابور بن اردشیر جس کا لقب بہاؤ الدولہ ہے ۳۸۱ھ میں بغداد کے علاقہ

سوڈین کے محلہ کرخ میں ایک مدرسہ دار العلم کے نام سے قائم کیا اور اس میں تمام علوم و ادب پر کتابیں جمع کیں اور اس سلسلہ میں دولت کی پرواہ نہیں کی۔ ذخیرہ کتب کی تعداد تمام اصناف علم میں ایک لاکھ دس ہزار تھی اور اس میں مقلہ کے لکھے ہوئے مصحف کے سو نسخے سے تھے[۲۷] اس ذخیرہ کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ یہ کتابیں یا تو مشہور مصنفین کی لکھیں خود نوشت تھیں یا پھر بڑے بڑے لوگوں سے حاصل کی گئی تھیں۔

کتب خانہ مدرسہ نظامیہ نظام الملک طوسی ۴۰۸ - ۴۸۵ھ

ابو الحسن علی بن اسحاق نظام الملک طوسی سلجوقی حکمران الپ ارسلان کا عالی ہمت وزیر تھا۔ خود عالم اور اہل علم کا سرپرست تھا۔ ابن عقیل کے مطابق کانت ایامہ دولۃ اھل العلم[۲۸] گویا اس کا عہد اہل علم حضرات کا دور تھا انہوں نے دو عالیشان مدرسے قائم کئے ایک بغداد میں اور دوسرا نیشا پور میں زیر بحث مدرسہ بغداد ہے جس میں ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا گیا تھا اور کثیر اور نادر کتابوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ خواجہ کو جو تحفہ دیتا وہ کتابیں ہی ہوا کرتی تھیں اور وہ نادر کتب اپنے کتب خانہ میں داخل کر دیتا تھا۔ اس کتب خانہ میں گرانقدر اضافہ ۵۸۹ھ میں ہوا جب خلیفہ ناصر الدین اللہ نے بہت سی نادر کتابیں خواجہ کو دیں ان نادر کتب میں سے چار چیزیں جو نظام الملک کو دیں اور کسی کے پاس نہیں تھیں۔ ایک غریب الحدیث مصنفہ ابراہیم العربی دس جلدوں میں تھی جسے ابو عمر ابن حیویہ نے لکھا تھا[۲۹]

اس کتب خانے کے مہتمم یکے بعد دیگرے ابو ذکریا تبریزی اور یعقوب بن سلیمان اسفرائنی بنے۔

کتب خانہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور نظام الملک ۴۰۸ - ۴۸۵ھ

نظام الملک طوسی نے یہ مدرسہ ۴۵۶ھ میں قائم کیا جس کے ساتھ کتب خانہ بھی بنایا۔ یہ

مدرسہ امام الحرمین کے لئے بنوایا گیا۔ امام غزالی اسی مدرسہ کے مایہ ناز سپوت ہیں۔ جہاں تک کتب خانہ کے ذخیرہ کی تعداد کا تعلق ہے معلوم نہیں ہو سکا۔ تاہم یہ باور کیا جاتا ہے جس مدرسہ میں تین سو طلبا روزانہ شریک درس ہوتے ہوں وہ ایک شاندار کتب خانہ رکھتا ہوگا۔

کتب خانہ مشہد مقدس ۴۲۱ھ

یہ کتب خانہ فرقہ امامیہ کے آٹھویں امام سیدنا امام علی رضا کے مزار سے ملحق ہے۔ تاریخ قیام کا علم نہیں تاہم ابوالبرکات علی ابن حسین نامی بزرگ نے اپنی کتب بطور وقف دیتے ہوئے تاریخ ۴۲۱ھ درج کی ہے۔ اس کتب خانہ میں نہ صرف ائمہ اہل بیت کے لکھے ہوئے قرآن و حدیث کے نسخہ جات موجود ہیں بلکہ حکمت و فلسفہ اور منطق کے موضوع پر ہزارہا کتب موجود ہیں اس کے ذخیرہ کا کیٹلاگ فہرست کتب خانہ آستانہ قدس رضوی کے نام سے کئی جلدوں میں ایران سے شائع ہوا ہے۔

کتب خانہ ابن سوار متوفی ۴۹۶ھ

احمد بن علی بن عبیداللہ بغدادی حنفی المسلک علمار قرأت میں سے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کی کتاب المتنیر فی القرأت القرآن" مشہور ہے۔ ابن سوار نے بصرہ کے مقام پر عوام الناس کے لئے ایک کتب خانہ قائم کیا۔ المقدسی کے مطابق بصرہ کا کتب خانہ بڑا تھا اور یہاں کام بھی زیادہ ہوا کرتا تھا"[۳] ڈاکٹر احمد شبلی نے مقالات حریری سے الحارث البصری کی تقریر نقل کی ہے" جب میں واطن واپس آیا تو میں نے مقامی کتب خانوں کو دیکھا ایک شخص جس کی داڑھی بہت بھری ہوئی تھی اور بظاہر نہایت خستہ حال تھا آکر بیٹھ گیا اور کسی نے

اس کی طرف توجہ نہ کی لیکن جب اس نے بات چیت شروع کی تو بہت سے لوگ اس کی عالمانہ گفتگو سے مسحور ہو کر اس کی طرف کھنچ آئے اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔[۴۱]

کتب خانۂ المبشر بن فاتک متوفی ۵۰۰ھ

ابو الوفاء مبشر بن فاتک جو امیر کے لقب سے مشہور تھے ماہر طبیب اور ادیب تھے۔ صاحب تصانیف تھے ان کتابوں میں سے مختار الحکم و محاسن الحکم، سیرۃ المستنصر اور توالیف فی علوم الاوائل قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ابن فاتک کے پاس اپنے کتب خانہ میں قابل قدر ذخیرہ تھا جس میں وہ ہر وقت محو مطالعہ رہتا۔ لیکن اس کی بیوی جو مصر کے امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی ان کتابوں سے سخت بیزار تھی۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ابن فاتک کی وفات پر وہ اپنی خادمہ کے ساتھ کتب خانہ میں مغموم و حزیں حالت میں آئی اور کتابوں کو اٹھا اٹھا کر حوض میں ڈالا اور کہتی جاتی تھی ان کتابوں نے میرے محبوب خاوند کو اکثر و بیشتر مجھ سے جدا رکھا ہر چند کہ کتابوں کو فوراً نکال لیا گیا تاہم کچھ حروف مٹ گئے اور جلدیں خراب ہو گئیں۔

کتب خانۂ عماد الدین الاصفہانی الکاتب ۵۱۹-۵۹۷ھ

جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر کو فتح کیا اور فاطمی خلفا کا شاندار کتب خانہ خزائن القصور ختم کیا تو بہت سی کتابیں اپنے وزیر القاضی الفاضل کو دیں اور باقی کو نیلام کرنا چاہا تو عماد الدین کو خرید کتب کا شوق بادشاہ کے پاس لے گیا لیکن سلطان نے وہ کتابیں بخش دیں اور پھر چند ایام کے بعد مزید کتب کا انتخاب کر کے عماد الدین کو بھیج دی گئیں لیکن طالبان لا یشبعان طالب العلم و طالب المال کے مصداق عماد الدین جب بغرض حصول کتب تیسری بار بادشاہ

کے دربار میں گئے تو سلطان نے تمام کتابیں عطا کر دیں جس سے عمادالدین کے کتب خانہ میں قابل قدر اضافہ ہوا۔

کتب خانہ ابن عباس متوفی ۵۳۰ھ

ابو جعفر احمد بن عباس القرطبی المریہ کے حکمران زہیر کے وزیر تھے۔ انہوں نے ادب پر اس قدر کتب جمع کیں کسی بادشاہ کے پاس کیا ہوں گی۔ چنانچہ اس کا کتب خانہ چار لاکھ کتابوں پر مشتمل تھا۔ کتب خانہ کے متعلق الحاج محمد زبیر نے اسکاٹ کے الفاظ یوں قلمبند کئے ہیں "ابن عباس کے محل کا کوئی حصہ اتنا پرتکلف اور شاندار نہ تھا جتنا کہ کتب خانہ الماریاں خوشبودار لکڑی کی تھیں اور ان میں ہاتھی دانت، سیپ اور کچھوے کی کھوپڑی سے منبت کاری کی ہوئی تھی تمام کمرے میں سونے کا کام تھا دیواروں میں سفالی کی اینٹیں تھیں جس سے تمام کمرہ جگمگاتا تھا اور فرش سنگِ مرمر کا تھا۔ وہ اپنی فرصت کا وقت اس عالیشان کتب خانہ میں کاٹتا تھا۔"[۴۲]

کتب خانہ ابن الخشاب متوفی ۵۶۷ھ

عبداللہ بن احمد المعروف ابن الخشاب نہ صرف علم نجوم میں دسترس رکھتا تھا بلکہ وہ علم تفسیر و حدیث، منطق اور فلسفہ کا بھی ماہر تھا۔ اور ان تمام اصناف علم پر کتابیں جمع کرنے کا بے حد مشتاق تھا لیکن مفلسی اس شوق کی تکمیل میں بسا اوقات سدراہ بنتی لیکن شوق جب دیوانگی کی شکل اختیار کرے تو انسان بعض اوقات مذموم حرکات بھی کر بیٹھتا ہے یہی واضح وجہ ہے جب انہیں کوئی کتاب پسند آجاتی تو اس کی قیمت گھٹانے

کی غرض سے کتب فروش کی نگاہ سے صرف کرتے ہوئے کوئی صفحہ کھینچ کر نقصان پہنچا دیتا اور جس سے کتاب مستعار لیتا پھر وہ کتاب کبھی بھی واپس نہیں کرتا۔

کتب خانۂ مسجد زیدی ۵۷۵ھ

جب عضد الدین محمدؒ نے المتوفی بامراللہ کے دربار میں دوبارہ قلمدان وزارت سنبھالا تو خلیفہ کو درخواست گزاری کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ ابوالحسن علی بن احمد الزیدی کو ایک ہزار درہم بھیجنے کی اجازت دے کیونکہ اس نے ایسا کرنے کے لئے منت مانی تھی۔ اس درخواست کو خلیفہ نے نہ صرف منظور کیا بلکہ ایک ہزار درہم اپنی طرف سے بھی بھیجے جس سے الزیدی نے ایک مسجد بنائی اور اس کے ساتھ ایک کتب خانہ قائم کیا۔ بعد ازاں ابوالخطاب العلیمی متوفی ۵۷۴ھ ابوالخیر صبیح الحبشی متوفی ۵۸۴ھ اور یاقوت الحموی کے کتب خانوں کے ذخائر مسجد زیدی کے کتب خانے میں شامل ہوئے تو اس نے یہ ایک عظیم کتب خانہ کی شکل اختیار کر لی۔

کتب خانہ ابو یعقوب متوفی ۵۸۰ھ

اس بادشاہ کے عہد میں علوم فلسفہ نے بہت عروج پایا۔ مشہور فلسفی ابن طفیل ان کا وزیر تھا۔ "جسے انسانوں کی بہ نسبت کتابوں سے زیادہ محبت تھی" چنانچہ ابن طفیل نے بادشاہ کے عظیم الشان کتب خانہ سے بہت سی کتابوں کو پڑھا جن کی اسے اپنے فن کے لئے ضرورت تھی یا جن سے اس کی علمی پیاس بجھتی تھی۔

کتب خانۂ مدرسہ مستنصریہ المستنصر باللہ عباسی ۵۸۸۔۶۴۰ھ

اس مدرسہ اور کتب خانے کا بانی ابوجعفر منصور بن محمد الملقب بہ مستنصر باللہ عباسی ہے

منصور نے ۶۲۵ھ میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس کی تکمیل ۶۳۱ھ میں ہوئی۔ جلال الدین سیوطی بحوالہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں "مدرسہ میں ایک عالیشان کتب خانہ قائم کیا گیا۔ کتابیں ایک سو ساٹھ باربردار جانوروں پہ لاد کر پہنچائی گئیں تھیں "اڑتالیس فقہا مذاہب اربعہ کی تدریس کے لئے مقرر تھے"..... اس مدرسہ میں تین سو یتیم طلبا بھی درس حاصل کرتے تھے ان کے اخراجات کے لئے بے انتہا مال وقف کر دیا گیا تھا"[۳۴] ابن العلوی کے مطابق ان کتابوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی[۳۴] لیکن ڈوزی نے لکھا "المستنصر باللہ کے کتب خانہ کی فہرست چوالیس جلدوں میں تھی اور ہر جلد میں بیس بیس اور بقول بعض مورخین پچاس ورق تھے۔ ان جلدوں پہ صرف کتابوں کے نام لکھے ہوئے تھے بعض مصنفین نے لکھا کہ کتابوں کی تعداد چار لاکھ تھی۔[۳۵]

کتب خانہ ابن العلقمی ۵۹۳-۶۵۶ھ

محمد بن احمد یا محمد بن علی ابو طالب موید الدین الاسدی المعروف ابن العلقمی المستعصم باللہ کا وزیر تھا جس نے یہ شاندار کتب خانہ قائم کیا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا اس کتب خانہ کی عمارت نہایت مفید اور نفیس کتابیں ہیں ابن العلقمی کا سیاسی کردار تو بلند نہ تھا کہا جاتا ہے کہ اسی کے اشارے سے ہلاکو نے بغداد پہ حملہ کیا تھا مگر کوئی شک نہیں کہ وہ عالم تھا اور اشاعت علم کی خاطر اس نے اپنے کتب خانے کے دروازے شائقین علم کے لئے کھول دیئے تھے کیونکہ اس نے ۶۴۴ھ میں افادہ عام کے خیال سے یہ بیش بہا ذخیرہ اپنے محل سے دار الوزراء میں منتقل کر دیا تھا۔"[۳۶]

کتب خانہ مدرسہ زیتون

یہ شاندار قدیم کتب خانہ سرزمین تونس میں ہے جس میں قلمی اور مطبوعہ کتابیں لاکھوں کی تعداد میں اب بھی موجود ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور، دانشگاہ پنجاب) جلد ص ۱۰۲، ۱۰۳

۲۔

۳۔ عبدالرزاق کانپوری، محمد البرامکہ (کانپور، خواجہ عبدالوحید پریس ت۔ن) ص ۲۶۲

۴۔ محمد زبیر، اسلامی کتب خانے (دہلی، ندوۃ المصنفین جامع مسجد، ۱۹۶۱ء) ص ۷۰

۵۔ الزرکلی، خیرالدین الاعلام جلد ۲۔ ص ۳۲۵

۶۔ ابن الندیم، محمد بن اسحاق۔ الفہرست ترجمہ محمد اسحاق بھٹی (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۶۹) ص ۵۰۰

۷۔ حسرت شیروانی، حبیب الرحمن خان۔ علمائے سلف و نابینا علماء (کراچی، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ ۱۹۶۱) ص۔ ۸۱

۸۔ عبدالرزاق جونپوری، محمد۔ البرامکہ (کانپور، خواجہ عبدالوحید پریس، ت۔ن) ص ۳۲۰

۹۔ ابن الندیم، محمد بن اسحاق۔ الفہرست ترجمہ محمد اسحاق بھٹی (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۶۹) ص ۲۷۵

۱۰۔ احمد شبلی (ڈاکٹر)۔ تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ ترجمہ محمد حسین خان زبیری (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ ت۔ن) ص۔ ۷۰

۱۱۔ یاقوت الرومی، شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ۔ معجم الادباء الجزء الخامس (مصر، ۱۹۲۸) ص ۴۴۷۔

۱۲۔ محمد زبیر اسلامی کتب خانے (دہلی، ندوۃ المصنفین، جامع مسجد، ۱۹۶۲) ص ۹۵-۹۶

۱۳۔ اسلم جیراجپوری، محمد تاریخ الامت جلد ششم (کراچی ادارہ طلوع اسلام، ت۔ن)
ص۔ ۱۲۶

۱۴۔ محمد زبیر۔ ص۔ ۸۶

۱۵۔ یاقوت۔ معجم الادباء جلد ۵۔ ص۔ ۴۶۷

۱۶۔ محمد زبیر۔ اسلامی کتب خانے (دہلی، ندوۃ المصنفین، جامع مسجد، ۱۹۶۱ء) ص۔ ۱۱۹

۱۷۔ احمد شبلی (ڈاکٹر) تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ ترجمہ محمد حسین زبیری (لاہور ادارہ
ثقافت اسلامیہ پاکستان

۱۸۔ ابن خلکان، قاضی احمد۔ وفیات الاعیان۔ الجزثانی (مصر بمطبعہ عیسٰی الحلبی وشرکاہ
ص ۲۲۷

۱۹۔ بیل، تھامس ولیم۔ این اورنٹیل بائیوگرافیکل ڈکشنری BEALE THOMAS WILLIAM
(لندن، ایلن اینڈ کمپنی، ۱۸۹۴ء) ص۔ ۱۶۸

۲۰۔ اسلم جیراجپوری، محمد۔ تاریخ الامت۔ جلد ششم (کراچی، ادارہ طلوع اسلام ت۔ن)
ص ۱۳۶

۲۱۔ احمد شبلی (ڈاکٹر) تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ ترجمہ محمد حسین خان زبیری
لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور، ۱۹۶۳) ص ۹۱

۲۲۔ الجزری۔ الکامل فی التاریخ۔ الجزالسابع (مصر، ادارہ الطباعۃ المنبریہ، ۱۳۵۴ھ)
ص ۷۷

۲۳ طارق راٹھور، افتخار الدین۔ اسلام اور سائنس (لاہور، علمی کتاب خانہ
ت۔ن) ص ۱۳۹

۲۴- بحوالہ محمد زبیر- اسلامی کتب خانے (دہلی، ادارہ ندوۃ المصنفین جامع مسجد ۱۹۶۱) ص ۱۹۱

۲۵- المقری- نفخ الطیب (مصر، مطبع عیسٰے البابی العلوی، ۱۹۳۶ء) ص ۳۰۵

۲۶- محمد زبیر- اسلامی کتب خانے (دہلی، ندوۃ المصنفین جامع مسجد، ۱۹۶۱ء) ص - ۷۷

۲۷- ابن خلقان، قاضی احمد- وفیات الاعیان الجز السادس (مصر طبع بمطبعۃ عیسی البابی و شرکاء) ص ۹۳

۱۸- الزرکلی

۱۹- سبکی، تاج الدین- طبقات شافیہ الکبریٰ الطبع الاولی- جلد ۳ (مصر مطبع العینہ المصری) ص ۲۳۰

۳۰- بحوالہ احمد شبلی (ڈاکٹر) تاریخ تعلیم و تربیت، اسلامیہ ترجمہ حسین خان زبیری (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۶۳ء)

۳۱- ایضاً

۳۲- محمد زبیر اسلامی کتب خانے (دہلی ندوۃ المصنفین جامع مسجد، ۱۹۶۱) ص ۱۳۷

۳۳- سیوطی علامہ جلال الدین- تاریخ الخلفاء ترجمہ شمس بریلوی (کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۶۷ء) ص ۴

۳۴- احمد شبلی (ڈاکٹر) تاریخ تعلیم تربیت اسلامیہ ترجمہ محمد حسین خان زبیری (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) ص - ۸۷

۳۵- ڈوزی، رائن ہارٹ- عبرت نامہ اندلس ترجمہ عنایت اللہ دہلوی (لاہور، مقبول اکیڈمی ت۔ن) جلد دوم- ص ۳۹۷

۳۶- محمد زبیر- اسلامی کتب خانے (دہلی، ادارہ ندوۃ المصنفین جامع مسجد، ۱۹۶۱) ص ۸۱ - ۸۲